والد اپنے نابالغ بیٹے کا سونا قرض لے سکتا ہے؟

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0436 تاریخ:21-10-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک نابالغ بچے کی مِلک میں کچھ سونا ہے، جو اس کے والد کے پاس رکھا ہوا ہے۔ اب کیا اس بچے کا والد اس سونے کو اپنے کسی ذاتی کام میں اس نیت سے خرچ کر سکتا ہے کہ اس بچے کے بالغ ہونے کے بعد اتنا ہی سونا اسے لوٹا دے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جب تک اس نابالغ کے والد کو ایسی کوئی ضرورت و حاجت پیش نہ آئے کہ وہ سونا خرچ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو، مثلاً: کھانے پینے کے لیے مال کی ضرورت ہو اور فی الحال والد کے پاس مال نہ ہو، اس وقت تک وہ سونا اپنے کام میں خرچ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں، اگرچہ نیت یہ ہو کہ اس بچے کے بالغ ہونے کے بعد میں اتنا سونا اسے لوٹا دوں گا۔

تفصیل درج ذیل ہے:

نابالغ کا موجودہ سونا بعد میں اسی کی مثل لوٹانے کی نیت سے لینا، قرض کا معاملہ ہے، جو ضررِ محض ہے اور شرعی قاعدہ ہے کہ جس تصرف سے نابالغ کو محض ضرر ہو، ایسا تصرف اس کا ولی بھی نہیں کر سکتا، درمختار میں ہے: " (إن ضارا كالطلاق والعتاق) والصدقة والقرض (لا وإن أذن به وليهما) "ترجمہ: (نابالغ یا معتوہ کا تصرف) اگر ضرر والا ہو، جیسے طلاق دینا، غلام آزاد کرنا، صدقہ کرنا یا قرض دینا تو درست

نہیں، اگرچہ ان کے ولی اس کی اجازت دیں۔

رد المحتار میں ہے:" كذا لا تصح من غيره كأبيه ووصيه والقاضي للضرر، قلت: ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع" ترجمہ: اسی طرح ان کے علاوہ کا تصرف بھی درست نہیں جیسے باپ، اس کا وصی، قاضی، ضرر کی وجہ سے، میں کہتا ہوں: اور ضرورت کے مواقع قواعدِ شرع کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ **(الدرالمختار مع ردالمحتار، ج6، ص173، مطبوعہ مصر)**

ظاہر الروایہ اور صحیح قول یہی ہے کہ والد کو بھی بچے کا مال کسی اور کو قرض دینے یا اپنے لیے لینے کی اجازت نہیں۔ قرض دینے کے متعلق مبسوط للسرخسی میں ہے:" وفي الأب روايتان، وفي الرواية الظاهرة يقول: لا يملك الإقراض؛ لأنه تبرع، وليس للصغير فيه منفعة ظاهرة" ترجمہ: اور والد کے متعلق دو روایتیں ہیں، ظاہر الروایہ میں فرمایا: والد کو بھی نابالغ کا مال قرض دینے کی اجازت نہیں کہ یہ تبرع ہے اور اس میں نابالغ کا کوئی ظاہر فائدہ نہیں۔ **(المبسوط للسرخسی، ج1، ص103، دار المعرفہ، بیروت)**

اور قرض لینے کے متعلق بحر الرائق میں لکھا:" وذكر شمس الأئمة في شرح كتاب الرهن أن للأب أن يستقرض مال ولده لنفسه، وذكر شيخ الإسلام في شرحه أنه ليس له ذلك ۔۔۔ والصحيح أن الأب بمنزلة الوصي لا بمنزلة القاضي" ترجمہ: شمس الائمہ نے کتاب الرہن کی شرح میں ذکر فرمایا کہ والد کو اپنے لیے اپنے نابالغ بچے کے مال سے قرض لینے کا اختیار ہے، اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں ذکر کیا کہ اسے یہ اختیار نہیں۔۔۔ اور صحیح یہ ہے کہ باپ وصی کی طرح ہے، قاضی کی طرح نہیں۔

(البحر الرائق، ج8، ص528، دار الکتاب الاسلامی)

باپ وصی کی طرح ہے قاضی کی طرح نہیں، اس کی وضاحت " قرة عين الأخيار لتكملة رد المحتار" میں یہ ہے:" والصحيح أن الاب كالوصي لا القاضي، ولو أخذه الوصي قرضاً لنفسه لا يجوز ويكون ديناً عليه" ترجمہ: اور صحیح یہ ہے کہ باپ وصی کی طرح ہے قاضی کی طرح نہیں، اگر وصی اپنے لیے مالِ یتیم قرض لے، ناجائز ہے اور اس پر یہ دین ہو گا۔

(قرة عين الأخيار لتكملة ردالمحتار، جلد7، صفحہ297، دار الفکر، بیروت)

نیز "مجمع الضمانات" میں ہے: "فلو أخذ الوصی مال الیتیم قرضاً لنفسه لا یجوز ویکون دیناً علیه، وعن محمد ولیس للوصی أن یستقرض مال الیتیم فی قول ابی حنیفة رحمه الله" ترجمہ: اگر وصی اپنے لیے مالِ یتیم قرض لے، ناجائز ہے اور اس پر یہ دین ہو گا، اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق وصی کو یہ حق حاصل نہیں کے یتیم کا مال بطور قرض لے۔

(مجمع الضمانات، صفحہ 39، دار الکتب الاسلامی)

بہار شریعت میں ہے: "باپ یا وصی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نابالغ بچہ کا مال قرض کے طور پر دے دیں۔" **(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 12، صفحہ 908، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

البتہ اگر حاجت و ضرورت ہو، تو باپ اپنی نابالغ اولاد کا مال قرض کے طور پر لے سکتا ہے، جیسا کہ اوپر رد المحتار سے مواضع ضرورت کا استثناء گزرا۔ شمس الائمہ سرخسی مبسوط میں لکھتے ہیں: "وعندنا لیس له فی مال ولده ملك ولا حق ملك فهو ضامن له إذا أتلفه، **وإن ثبت له شرعا حق التناول منه بالمعروف عند الحاجة فذلك لا ینفی الضمان عند عدم الحاجة** کالمرأة فإن لها أن تنفق من مال زوجها بالمعروف فإن أتلفت شیئا من ماله بدون الحاجة کانت ضامنة فالأب کذلك" ترجمہ: ہمارے نزدیک والد کو اپنے بچے کے مال میں نہ ملک حاصل ہے، نہ حقِ ملک لہٰذا اگر وہ اسے تلف کر دے تو ضامن ہو گا، اگرچہ حاجت کے وقت اسے عرف کے مطابق اپنے بچے کا مال استعمال کرنے کا شرعاً حق حاصل ہے، لیکن یہ حاجت نہ ہونے کی صورت میں ضمان کے منافی نہیں، جیسے بیوی کو اپنے شوہر کے مال سے عرف کے مطابق خرچ کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس کے مال میں سے کوئی شے بغیر حاجت خرچ کرتی ہے تو ضامن ہو گی اسی طرح باپ کا بھی حکم ہے۔ **(المبسوط للسرخسی، ج 30، ص 143، دار المعرفہ، بیروت)**

امام اہل سنت رحمہ اللہ فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں: "أقول: یعنی بحالت فقر بلا قیمت اور **بحالتِ احتیاج حاضر مثلاً سفر میں ہوں اور مال گھر میں بوعدہ قیمت تصرف کرسکتے ہیں**۔۔۔ جامع احکام الصغار پھر حموی اشباہ اور تاتارخانیہ پھر رد المحتار میں ہے: "اذا احتاج الاب الی مال ولده فان کانا فی المصر

واحتاج لفقره اکل بغیر شئ وان کان فی المفازة واحتاج الیہ لانعدام الطعام معہ فلہ الاکل بالقیمۃ“ (ترجمہ: جب باپ کو بچّے کے مال کی حاجت ہو اور وہ شہر میں ہو اور فقر کی وجہ سے بچے کا مال کھانے کا محتاج ہو، تو کھالے اور اس پر کوئی شے نہیں، اور اگر یہ صورت حال جنگل میں پیش آئے اور باپ کے پاس کھانا موجود نہ ہو اور اس کو کھانے کی ضرورت ہو تو وہ قیمت کے ساتھ کھا سکتا ہے۔)

جامع الفصولین فوائد امام ظہیر الدین سے ہے: ”لو کان الاب فی فلاۃ ولہ مال فاحتاج الی طعام ولدہ اکلہ بقیمۃ لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاب احق بمال ولدہ اذا احتاج الیہ بالمعروف والمعروف ان یتناولہ بغیر شیئ لو فقیرا والا فبقیمتہ“ (ترجمہ: اگر باپ جنگل میں ہو اور اس کے پاس مال ہو اور پھر اس کو اپنے بیٹے کا مال کھانے کی ضرورت لاحق ہو، تو وہ اس کی قیمت دے کر کھا سکتا ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ باپ کو اپنے بیٹے کے مال کا زیادہ حق ہے جبکہ معروف طریقہ پر ہو اور معروف طریقہ یہ ہے کہ اگر محتاج ہو تو بغیر عوض ورنہ قیمت کے عوض استعمال کرے۔)“

(فتاوی رضویہ، ج2، ص508، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

17 ربیع الثانی 1446ھ/21 اکتوبر 2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے